مرثیہ کے چند بند

در مصائب امیر المومنین حضرت علیؑ

شاعر امی سید صادق علی ''چھنگا صاحب''، حسینیؔ جائسی

انیسویں کا ماہِ مبارک کی ہے بیاں
سجدے میں جا نماز پہ تھے شاہِ دو جہاں
ناگاہ ابنِ ملجم بے دیں گیا وہاں
سر پر لگائی تیغ ہوئے شاہ نیم جاں
بہنے لگا جو خوں شہ بدر و حنین کا
سجدے سے سر اُٹھا نہ شہ مشرقین کا

دی آسماں سے رو کے یہ جبریل نے ندا
زخمی ہوئے نماز میں سلطانِ دو سرا
حیراں ہر ایک ہو گیا جب یہ سنی صدا
کوفے میں ہر طرف کو ہوا حشر اک بپا
غم کا ہوا ہے دل پہ اثر اشکبار ہیں
ہر سمت روزہ دار بہت بے قرار ہیں

سن کر چلے یہ شبّرؑ و شبّیرؑ بے قرار
گھر سے نکلتے ہی یہ خبر پائی ایک بار
گھر میں خدا کے قتل ہوئے شاہ ذوالفقار
مسجد میں آئے روتے ہوئے، دل ہوا فگار
منہ زرد ہو گیا رُخِ مہتاب کی طرح
پایا پدر کو ماہیٔ بے آب کی طرح

پہلو میں بیٹھ کر یہ پکارے وہ مہ لقا
بابا ذرا بتایئے کس نے یہ کی جفا
ظالم کو خوف حق تھا، نہ کچھ پاس مصطفیٰؐ
گھر میں خدا کے ظلم کیا آہ بے خطا
ہیں غش میں آپ خوں سے مصلیٰ بھی لال ہے
بابا نمازیوں کا بھی اب غیر حال ہے

القصہ لائے گھر میں علیؑ کو یہ نوحہ گر
آہستہ سے لٹا دیا لاکر سریر پر
جرّاح کو بلا کے دکھایا جو زخم سر
کی عرض اس نے دیکھ کے یہ تب بچشم تر
بس یہ علاج ہے کہ خدا سے دعا کروں
چھٹکا ہوا ہو زہر تو پھر کیا دوا کروں

جرّاح تو یہ کہہ کے وہاں سے چلا گیا
یاں درد زخم سید والا سوا ہوا
بیٹھے تھے پاس سب رفقائے شہ ہدا
زانو پہ سر لئے ہوئے تھے سبط مصطفاؐ
مضطر تھیں بی بیاں شہ صفدر کے واسطے
سب چپکے چپکے روتی تھیں حیدرؑ کے واسطے

اب کربلا کا حال سنیں صاحب عزا
جب قتل ہو گیا پسر شیر کبریا
لاشِ حسینؑ پر اُنھیں رونے نہیں دیا
ایذائیں دینے آ گئے نزدیک اشقیا
رانڈوں کے لوٹنے کا ارادہ کئے ہوئے
شمر شقی بھی ساتھ تھا دُرہ لئے ہوئے

یہ چاہتی تھیں خواہر شبیرؑ نامور
پہنچوں وہاں جہاں پہ ہے وہ لاش خوں میں تر
لیکن کھڑا تھا سر کو لئے شمر بد گہر
مچھلی کی طرح جسم تڑپتا تھا خاک پر
ہوتے تھے ظلم سامنے جانِ بتول پر
سایہ نہیں تھا لاشۂ سبط رسولؐ پر

فرماتی تھیں یہ شمر سے زینبؑ جگر فگار
اتنا مجھے بتا دے ذرا او ستم شعار
پیاسے تھے تین روز سے سلطان نامدار
پانی پلا کے پھیری ہے تو نے چھری کی دھار
ایذا دی یا کہ چین دمِ واپسیں دیا
پانی بھی تشنہ لب کو دیا یا نہیں دیا

اس نے دیا یہ خواہر شبیرؑ کو جواب
ہنگام ذبح شاہ کو تھا سخت اضطراب
دو بار مجھ سے کہنے لگا ابن بو تراب
اے شمر تشنہ کام ہوں دے مجھ کو جام آب
میں نے کہا کہ رحم سے کیا مجھ کو کام ہے
سبط نبیؐ کے واسطے پانی حرام ہے

کیا لکھے حال غم یہ حسینؔ جگر فگار
زینبؑ تھیں بھائی کے لئے کس درجہ بے قرار
گرتی تھیں دوڑ دوڑ کے لاشے پہ بار بار
لیکن نہ آنے دیتا تھا شمر جفا شعار
سایہ نہ کرنے پائیں تن پاش پاش پر
رونے دیا بہن کو نہ بھائی کی لاش پر

(مارچ ۱۹۶۰ء)

منقبت بہ حضور امام حسینؑ

جناب فاروق جائسی صاحب، کانپور

کوہِ صلابت وہمِ آہنی حسینؑ
بنیادِ امن و خیریت و آشتی حسینؑ
والی، ولی، وصی و صفی متقی حسینؑ
زہرا کے لال، راکبِ دوشِ نبی حسینؑ
فخرِ عباد و زاہد و طاہر تقی حسینؑ
مہر رضا و صبر، شجیع و جری حسینؑ
تمثال دارِ سیرتِ مولیٰ علی حسینؑ
ہم وصفِ مجتبیٰ و شبیہ نبی حسینؑ
انکار ہائے بیعتِ فاسق کی شکل میں
امت کو دے گئے ہیں نئی زندگی حسینؑ
ہے آپ کی نماز، نمازوں میں سرخرو
نازاں ہے آپ ہی پہ حقِ بندگی حسینؑ
خیمے سے العطش کی صدا پھر بھی، مرحبا
پانی کے واسطے نہ ہوئے ملتجی حسینؑ
ذکر شہادتین کا صدقہ ملے مجھے
مشغول ہوں بہ مشغلۂ ذاکری حسینؑ
اے شاہ و سر گروہِ جوانانِ باغ خلد
فاروقؔ کی مراد ہیں بس آپ ہی حسینؑ